ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

اسلام کے خاندانی نظام میں مرد کی سربراہی کے دلائل اور اس کا فلسفہ

Arguments and Philosophies of Man Leadership in the Family System of Islam

Syed Hamid Ali Shah
PhD Scholar, Department of Islamic learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.
Dr. Jawwad Haider Hashmi
Assistant Professor, Department of Islamic learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.

Abstract

The leadership of a household is an extremely important responsibility. Just as a country cannot function without a ruler, similarly, the system of a home cannot operate without a leader. Islam has designated men as the head and ruler of the household. This sometimes raises the suspicion that Islam does not hold women in esteem or honor; thus, the responsibility of leadership and guardianship has been entrusted to men. Muslim women may begin to wonder on what basis and with what justification men have become the rulers of the household. In this context, it is essential to elucidate the reasons for men's authority as heads of the family and the wisdom and philosophy behind this leadership in the light of the Qur'an and Hadith. It should be made clear that if men are given leadership roles in Islam, it is not due to the inferior status of women or the superiority of men, but rather based on the physical and spiritual differences between men and women. Therefore, in light of this necessity, it has been attempted in this article to present the arguments and philosophical reasoning regarding male leadership as outlined in the Qur'an and hadith. a descriptive and analytical approach has been adopted to describe these arguments and philosophies.

Keywords: *Qur'an, leader, man, woman, philosophies, wisdoms*

تعارف موضوع

خاندان کو سماج کی ایک چھوٹی اکائی شمار کیا جاتا ہے۔اس چھوٹی ریاست کی سربراہی سے متعلق چار احتمالات ممکن ہیں۔پہلا احتمال یہ ہے کہ گھریلو نظام کو چلانے کے لیے کسی حاکم اور سربراہ کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ گھریلو نظام کے لیے حاکم اور سربراہ کی ضرورت ہے۔ اس احتمال کی مزید کئی صورتیں بنتی ہیں وہ سربراہ اسی خاندان سے منتخب ہوسکتا ہے یا خاندان سے باہر۔ خاندان سے منتخب ہونے کی صورت میں مرد اور عورت دونوں سربراہ منتخب ہوسکتے ہیں یا ان میں سے ایک منتخب ہوسکتا ہے۔اسلامی تعلیمات میں گھریلو نظام چلانے کا بہترین طریقہ مرد کو اس کا سرپرست قرار دینا ہے۔

اسلام نے خاندانی نظام کو چلانے، اس کے انتظام اور سرپرستی کے لیے مرد کا انتخاب کیا ہے "وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَی أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ۔"[1] مرد اپنے گھر والوں کا راعی (حاکم) ہے اور عورت شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی حاکم ہے۔ مرد اور عورت کے اجتماعی حقوق میں سے ایک فرق یہی ہے کہ عورت گھر کی سرپرست نہیں بن سکتی ہے۔

زیر نظر مقالہ میں اسلامی تعلیمات میں مرد کی سرپرستی کی دلیل اور اس کے فلسفے کی تحقیق ہو گی لہذا بنیادی طور پر یہ مقالہ تین مباحث میں تقسیم ہوتے ہیں۔

مبحث اول) مرد کا گھر کا سرپرست اور سربراہ بننے کے دلائل

مبحث دوم) مرد کا گھر کی سربراہی کا فلسفہ

مبحث سوم) مرد کی سرپرستی سے متعلق شبہات کا جائزہ

مبحث اول) مرد کی گھر کی سربراہی کی دلیل

مرد کی سرپرستی قرآن و احادیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن مجید سب سے اہم اور محکم دلیل ہے۔ اس لیے اس حصے میں مرد کی سرپرستی کو قرآن کی روشنی میں اثبات کرنے پر اکتفاء ہو گا۔ اس کے علاوہ مرد کی برتری کو بیان کیا جائے گا۔

الف) قرآن میں مرد کی سرپرستی

اسلامی تعلیمات کے مطابق گھر کی سربراہی مرد کی ذمہ داری ہے۔ جس پر آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں تاہم یہاں قرآن مجید کی دو آیات دلیل کے طور پیش کریں گے پھر ان کی تفسیر میں مفسرین کے آراء بھی بیان کریں گے۔

1) پہلی آیت

قرآن کریم نے مرد کو گھر کا حاکم قرار دیا ہے اور اس کی مدیریت اور انتظامات کی تمام تر ذمہ داریاں اس پر عائد کی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ بِما فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلى بَعْضٍ وَبِما أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوالِهِم "[2] مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

مفسرین مذکورہ آیت کی بنیاد پر مرد کو عورت کا سرپرست اور حاکم قرار دیتے ہیں۔ کچھ مفسرین کی اسی آیت کی تفسیر درج ذیل ہے۔

الف) زمخشری اپنی تفسیر "الکشاف" میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ یقومون علیھن آمرین ناھین، کما یقوم الولاۃ علی الرعایا۔[3] یعنی وہ لوگ خواتین پر امر اور نہی کرتے ہوئے نگرانی و سرپرستی کرتے ہیں جس طرح حکمران اپنے رعایا کی کرتے ہیں۔

1۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، المحقق: محمد زبیر بن ناصر(دمشق، دارطوق النجاه، ۱۴۲۲ ه ق) ج۷، ص ۳۱۔

2۔ النساء،4: 34۔

3۔ زمخشری، محمود بن عمر، **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الأقاویل فی وجوه التأویل**، (بیروت، دار الکتاب العربي ، 1407 ه.ق،)ج1، ص 505۔

ب) طبرسی اپنی تفسیر "مجمع البیان" میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں "لما بین تعالی فضل الرجال علی النساء ذکر عقیبہ فضلھم في القیام بأمر النساء فقال « الرِّجالُ قَوّامُونَ عَلَى النِّساءِ » أي قیمون علی النساء مسلطون علیھن في التدبیر والتأدیب والریاضۃ والتعلیم.[4] جب اللہ تعالی نے عورتوں پر مردوں کی برتری بیان کی تو اس کے بعد مردوں کا عورتوں کے امور کی انجام دہی کے لیے بہتر ہونے کو بیان کیا۔ پس اللہ تعالی نے فرمایا "قَوّامُونَ عَلَى النِّساءِ"[5] یعنی مرد عورتوں کے حاکم اور نگران ہیں۔ وہ عورتوں کے امور کی تدبیر، اور ان کی تعلیم وتربیت کرنے کے سربراہ اور نگران ہیں۔

ج) فخر رازی اپنی تفسیر "تفسیر الکبیر" میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مسلطون علی أدبھن والأخذ فوق أیدیھن، فکأنہ تعالی جعلہ أمیرا علیھا ونافذ الحکم في حقھا،[6] مردوں کو خواتین کے لیے آداب سکھانے اور ان کا سہارا بننے پر مامور کیا ہے گویا خداوند متعال نے مردوں کو خواتین کا حاکم اور ان کا حکم خواتین کے حق میں نافذ العمل قرار دیا ہے۔

د) ابن کثیر اپنی معروف تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں کہ "الرِّجالُ قَوّامُونَ عَلَى النِّساءِ" سے مراد عورت پر مرد کا قیم ہونا ہے یعنی مرد عورت کا سربراہ اور حاکم ہے۔"[7]

مفسرین نے اس آیت کی شان نزول میں روایات بھی نقل کی ہیں جیسا کہ زمخشری کی تفسیر "الکشاف" میں آیا ہے کہ سعد بن ربیع جن کا شمار بزرگ اصحاب میں سے ہوتا ہے ان کی بیوی حبیبہ بنت زید بن ابی زھیر نے نافرمانی کی تو اس نے اس پر ایک طمانچہ مارا وہ اپنے باپ کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ کے پاس آئی اور سعد کی شکایت کی۔ پیغمبر اکرمؐ نے قصاص کا حکم دیا اتنے میں جبرئیل اسی آیت کو لیکر نازل ہوگئے۔ اس وقت پیغمبر اکرم ص نے فرمایا: "أردنا أمرا وأراد اللّٰہ أمرا، والذي أراد اللّٰہ خیر۔"[8] ہم نے کسی چیز (قصاص) کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالی نے کسی اور چیز کا ارداہ کیا اور جس چیز کو اللہ نے ارادہ کیا ہے وہ بہتر ہے۔ پس قصاص کا حکم اٹھایا گیا۔

صاحب تفسیر مجمع البیان بھی اسی روایت کو نقل کرکے فرماتے ہیں یہ روایت کلبی نے سعد بن ربیع اور اس کی بیوی خولہ بنت محمد سے نقل کی ہے۔ اسی طرح ابوروق نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی اور اس کے شوہر ثابت بن قیس شماس کے بارے میں نقل کی ہے۔[9]

---

4. طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان في تفسیر القرآن**،(تھران،ناصر خسرو ،، 1372 ہ.ش، ج3) ص 68۔
5. النساء،4: 34۔
6. فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)**(بیروت،دار إحیاء التراث العربي ،،1420 ہ.ق،)ج10، ص 70۔
7. ا. ابنکثیر، اسماعیل بن عمر، **تفسیر القرآن العظیم**، (بیروت، دار الکتب العلمیة، منشورات محمد علي بیضون - لبنان - بیروت،، 1419 ہ.ق) ج2، ص256
8. زمخشری، محمود بن عمر، **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الأقاویل فی وجوہ التأویل**، (بیروت،دار الکتاب العربي ، 1407 ھق،)ج1، ص506۔
9. طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان في تفسیر القرآن** (تہران، ناصر خسرو ، 1372ھ.ش) ج3، ص 68۔

فخر رازی بھی اسی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوگئی اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: " أردنا أمرا و أراد اللہؑ أمرا و الذي أراد اللہؑ خير۔ "[10] ہم نے کسی چیز (قصاص) کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالی نے کسی اور چیز کا اردہ کیا اور جس چیز کو اللہ نے ارادہ کیا ہے وہ بہتر ہے۔ پس اس آیت کی بحث کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ بات مسلم ہے کہ عورت پر مرد کی سرپرستی صرف میاں بیوی کی صورت کے ساتھ مختص ہے۔[11] جیسا کہ آیت کی شان نزول بھی اسی بات کی گواہی دیتی ہے کہ آیت میں مرد کی سرپرستی عمومی نہیں ہے جیسا کہ بعض مفسرین[12] اسی نظریہ کے قائل ہیں اسی لیے انہوں نے اس آیت کے ذیل میں شوہر کی سرپرستی کے علاوہ مرد اور عورت کے دیگر مسائل سے بحث نہیں کی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس کچھ مفسرین جیسے صاحب مواهب الرحمن نے مذکور آیت سے سرپرستی کو کلی طور پر اخذ کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں: " یہ سرپرستی جو اللہ تعالی نے مردوں کے لیے قرار دیا ہے وہ ایک معین جہت جیسے بیوی پر شوہر کی سرپرستی، سے مخصوص نہیں ہے بلکہ آیت مطلق ہے جس سے عورتوں پر مردوں کی سرپرستی تمام اجتماعی مسائل اور معاشرتی امور جیسے قضاوت، جنگ کی مدیریت وغیرہ جیسی تکالیف کو مردوں کے ذمہ قرار دیا ہے۔[13] البتہ آیت کی تفاسیر اور اس سے متعلق موجود روایتوں سے بات مسلم ہے کہ عورتوں میں مردوں کی نسبت تعقل و تدبیر کی صلاحیت کم پائی جاتی ہے جس طرح مردوں کی نسبت جسمی طاقت کم پائی جاتی ہے لہذا عورتوں پر مردوں کی سرپرستی بطور مطلق اس آیت سے سمجھ آجاتی ہے۔ تاہم یہ سرپرستی گھریلو سے پرستی کی نسبت الزامی اور ایک قانونی حیثیت کا ہونا اس آیت سے واضح ہو جاتا ھے جبکہ دوسرئے معاملات میں قانونی حیثیت کے طور پر لازمی اور الزامی ہونا سمجھ نہیں آتا ہے۔

2)دوسری آیت:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر 228 گھر کی سرپرستی کو مرد کا عہدہ قرار دیتی ہے۔ اس طرح گھر میں موجود تمام افراد بیوی اور بچوں سمیت سب پر مرد کی حاکمیت ہوتی ہے۔ البتہ بچے بالغ ہونے کے بعد مخصوص شرائط کے تحت اس کی ولایت سے نکل جاتے ہیں لیکن بیوی کو جب تک طلاق نہ ہو شوہر کے ماتحت زندگی گزارنی ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالی مرد کی حاکمیت کو اس آیت بیان کر رہا ہے: " وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ "[14] اور عورتوں کو دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں، البتہ مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔

---

[10] ۔ فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسير الكبير (مفاتيح الغيب)** (بیروت، دار إحياء التراث العربي ، 1420 ہ.ق) ج10، ص 70۔

[11] ۔ جوادی آملی، عبد الله، **زن در آيينہ جلال و جمال**(قم، مرکز نشر اسراء،1383 ھ ش) ص 326۔

[12] ۔ قطب راوندی، **سعيد بن هبہالله، فقه القرآن** (قم، كتابخانه عمومی حضرت آيت الله العظمى مرعشى نجفى (ره) ، 1405 ہ.ق) ج2، ص116۔

[13] ۔ موسوی سبزواری، عبدالاعلی، **مواهب الرحمن في تفسير القرآن** (بے جا، دفتر سماحه آيت الله العظمى السبزواری ، 2، 1409 ہ.ق) ج8، ص 183۔

[14] ۔ البقرہ،2: 228۔

ب)عورتوں پر مردوں کی برتری کا مطلب

اس آیت کریمہ میں مرد اور عورت کے حقوق کی یکسانیت کو بیان کرنے کے بعد مرد کو ایک درجہ میں برتر قرار دیا ہے۔ مفسرین درجہ اور اس کی برتری کی جہت میں اختلاف نظر رکھتے ہیں۔

1۔ حقوق اور سرپرستی

مرد کو عورت پر ایک درجہ فوقیت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کی نسبت زیادہ حقوق کے مستحق ہے اور مرد پر عورتوں کی سرپرستی کی ذمہ داری ہے.[15] صاحب تفسیر المنار "نے بھی درجہ سے مراد گھر کی سرپرستی لیا ہے۔ کیونکہ میاں بیوی کی مشترکہ زندگی ہے جس میں ایک کا سرپرست ہونا ضروری ہے تاکہ اختلافی مسائل میں اس کی رائے کو فوقیت حاصل ہو۔[16]

تفسیر در المنثور میں اس آیت میں مرد کی برتری کی کچھ وجوہات بیان کی ھیں جن میں سے مرد پر جہاد واجب ہونا، وراثت میں مرد کو حصہ زیادہ ملنا، حق طلاق کا مرد کے ہاتھ میں ہونا، حق سرپرستی وولایت۔[17]

2۔ حق استمتاع

آیت میں مرد کو عورت پر جو فوقیت اور برتری بیان ہوا ہے اس سے مراد شاید حق استمتاع ہے کیونکہ شوھر ہر قسم کے استمتاع جو وہ عورت سے لے سکتا ہے اس وہ کا مالک ہے۔ کیونکہ اسی استمتاع کے مقابل میں مرد پر نان ونفقہ کے علاوہ عورت کی تمام ضروریات زندگی ادا کرنا واجب ہے۔[18]

3۔ حقوق

کچھ مفسرین کے نزدیک درجہ سے مراد وہ حقوق ہیں جو مردوں کو عورتوں کی نسبت زیادہ ملتے ہیں۔ کیونکہ آیت کے جس فقرہ میں "درجہ" کا جو لفظ آیا ہے اس سے پہلے والے فقرہ میں مرد اور عورت کے باہمی حقوق کو بیان کیا ہے. جیسا کہ صاحب تفسیر "الکبیر "نے اس آیت میں "درجہ "آنے کے دو احتمال پیش کئے ہیں۔ ان میں سے دوسرا احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے میاں بیوی کے باہمی منافع اور مشترکہ حقوق کو بیان کیا پھر مردوں کے حقوق کے زیادہ ہونے کی طرف دوسرے فقرہ میں "درجہ" کہہ کر رعایت کرنے کی تاکید کی ہے۔[19]

---

15 ۔ فیض کاشانی، محمد بن شاه مرتضى، **تفسير الصافي**(تہران، مكتبة الصدر 1415 ه.ق) ج1، ص257۔

16 ۔ محمد رشيد بن علي رضا، **تفسير المنار**، م(مصر، الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1990 ء) ج2، ص301۔

17 ۔ سیوطی، عبدالرحمن بن ابی‌بکر، **الدر المنثور فی التفسیر بالماثور**(قم،کتابخانه عمومی حضرت آیت الله العظمی مرعشی نجفی (ره)،1404 ه.ق) ج 1، ص 277۔

18 ۔ امین، نصرت‌بیگم، **تفسیر مخزن العرفان در علوم قرآن** (بے‌جا، بے نا، بے تا) ج2، ص322۔

19۔ فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسير الكبير (مفاتيح الغيب)** (بيروت، دار إحياء التراث العربي، چاپ: 3، 1420 ه.ق)، ج6، ص441۔

"درجہ" کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں کی نسبت کچھ حقوق زیادہ ملتے ہیں مثلا مرد نان ونفقہ دیتا ہے، مرد ان کی سرپرستی کرتا ہے اسی طرح مردوں میں عقل زیادہ ہوتی ہے عورتوں کی نسبت وراثت میں ان کو حصہ زیادہ ملتا ہے[20]

4۔ حق طلاق اور حق رجوع

کچھ مفسرین نے "درجہ" کا مطلب، مرد کے طلاق دینے اور طلاق کی عدت میں رجوع کرنے کے حق کے ہونے کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر "الکاشف" لکھتے ہیں۔:"وغیر بعید أن یکون المراد بالدرجة جعل الطلاق والرجعة بید الرجل، دون المرأة۔"[21] بعید نہیں ہے کہ "درجہ" کا مطلب یہ ہے کہ مرد طلاق دینے اور رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے جبکہ عورت نہیں۔

5. ازدواجی امور میں مرد کا حق زیادہ ہونا

ابن عربی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آیت میں درجہ مطلق آیا ہے اسی لیے علماء میں اختلاف ہوا ہے کہ درجہ سے مراد کیا ہے بعض نے اس سے مراد مردوں پر جہاد واجب ہونا بعض نے وراثت کا زیادہ ملنا اور بعض نے مرد کے لیے داڑھی ہونا قرار دیا ہے اس کے بعد وہ فرماتے ہیں میرے نزدیک "درجہ" سے مراد ازدواجی زندگی کے وہ امور ہیں جن میں مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کے بعد وہ سات امور کو بیان کرتے ہیں جو مرد کے ساتھ مخصوص ہیں وہ امور یہ ہیں۔ شوہر کی اطاعت کا واجب ہونا، شوہر کی خدمت کرنا، شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف کا حق نہ ہونا، نوافل میں خدا کی اطاعت پر شوہر کی اطاعت کا مقدم ہونا، مہر کا دینا، نفقہ دینا اور ادب سکھانا شامل ہے۔[22]

پس اسلامی تعلیمات میں مرد اور عورت کے مابین جو فرق پایا جاتا ہے ان میں سے ایک گھر کا سرپرست بنناہے۔ قرآن میں متعدد بار اس حکم کو بیان کیا ہے کہ مرد گھر کا سربراہ اور حاکم ہے لہذا عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ گھر کا سربراہ بنے اور گھر کی سرپرستی کا بیڑا اٹھائے۔

مبحث دوم) مرد کی سرپرستی کا فلسفہ

اس حصہ میں قرآن کی روشنی میں مرد کی سربراہی اور سرپرستی کے فلسفے بیان ہوں گے۔ پھر اس سے متعلق شبہات کا جواب پیش کیا جائے گا۔

الف) قرآن میں مرد کی سرپرستی کا فلسفہ

قرآن کریم کی دو آیتوں میں اللہ تعالی نے مرد کو گھر کا سربراہ قرار دیا ہے۔ ان آیات میں اس حکم کے فلسفے اور حکمت کو بھی بیان کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

[20] ۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، **التفسیر الکبیر: تفسیر القرآن العظیم**(اردون، دار الکتاب الثقافي ، 2008ء) ج1، ص405۔

[21] ۔ مغنیه، محمدجواد، **التفسیر الکاشف** (قم، دار الکتاب الإسلامي، 1424 ه.ق) ج1، ص343۔

[22] ۔ ابن‌عربی، محمد بن عبدالله، **احکام القرآن** (بیروت، دار الجیل، 1408 ه ق) ج1، ص 188۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ا1)مرد کی جسمانی اور روحانی اہم خصوصیات

اللہ تعالی نے سورہ نساء کی آیت 34 میں مرد کو گھر کا قوام یعنی سرپرست و سربراہ بنایا ہے۔:"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ۔"[23] مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔" آیت میں اس حکم کی دو علتیں بیان ہوئی ہیں جیسا کہ سید جلال الدین عمری اس آیت کے ذیل میں یوں بیان کرتے ہیں "اس آیت میں مرد کو خاندان کا سربراہ مقرر کرنے کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

الف۔)اسے عورت پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔

ب۔)وہ اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ خاندان کی سرپرستی کے لیے مرد کا انتخاب قرآن نے کسی تعصب کی بنا پر نہیں بلکہ اس کی وجہ مرد کی صلاحیت اور مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی ہے۔"[24]

مرد کو سربراہ بنانے کی پہلی حکمت مرد کی فضیلت کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔:"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔"[25] مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ لہذا ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ مرد کو یہ فضیلت کس جہت سے ملی ہے اور اس فضیلت کی تفسیر کیا ہے؟ جب ہم قرآن کریم کی تفاسیر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین اس آیت کی تفسیر میں "فضیلت" سے مراد عورت کی نسبت مرد میں روحی اور معنوی اہم خصوصیات جیسے عقل، علم وغیرہ زیادہ ہونے کو قرار دیتے ہیں۔ نمونے کے لیے ہم چند تفاسیر کا جائزہ لیں گے:

1۔صاحب تفسیر "الکشاف" اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے بعض مردوں کو دوسرے مردوں اور تمام عورتوں کے حاکم کے عنوان سے مسلط کیا ہے۔ بعض مردوں کو دوسروں پر مسلط کرنا بلاوجہ یا جبر کے تحت نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کے مستحق تھے۔ مرد صاحب عقل، ارادہ کے پکے، طاقت ور، اکثر مرد صاحب کتابت، جنگجو، تیر انداز، ہوتے ہیں۔ انبیاء اور علماء کا تعلق مردوں سے ہیں۔ امامت کبری اور صغری مردوں کے پاس ہیں۔ جہاد کرنا، اذان دینا، خطبہ دینا، امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایام تشریق میں تکبیرات کا پڑھنا، حدود اور قصاص میں گواہی کا قبول ہونا، وراثت میں حصہ کا زیادہ ملنا، تعصیب یعنی وراثت میں مرد کی طرف کو قریبی رشتہ دار قرار دینا، نکاح، طلاق اور رجوع میں حق ولایت رکھنا،، چار شادیوں کا جائز ہونا، نسل کا مردوں کے ساتھ ملحق ہونا، صاحب داڑھی اور صاحب عمامہ ہونا یہ سب

[23] ۔ النساء،4:34۔
[24] ۔ عمری، سید جلال الدین، **اسلام میں عورت کے حقوق**(لاہور، اسلامک پبلیکیشنز ، 1993ء،) ص51۔
[25] ۔ النساء،4:34۔

مردوں کی خصوصیات ہیں۔ مردوں کی سرپرستی کی دوسری وجہ "وَبِمَا أَنْفَقُوا" وہ لوگ اپنا مال خرچ کرتے ہیں یعنی اس وجہ سے کہ ازدواجی زندگی میں مرد خواتین کا مہر اور ان کا نفقہ دیتا ہے۔[26] تفسیر نسفی میں بھی یہی نقل ہوا ہے۔[27]

2۔صاحب تفسیر "مجمع البیان" بھی گھر پر مرد کی سرپرستی کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "آیت کا یہ حصہ « بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ » عورتوں پر مردوں کی ولایت کا سبب بیان کرتا ہے۔ عورتوں پر مردوں کو ولایت اس لیے حاصل ہے کہ مرد علم، عقل، اچھی تدبیر اور پختہ ارادے کی وجہ ان سے برتر ہیں۔[28]

3۔علامہ طباطبائی "تفسیر المیزان" میں اسی آیت کے ذیل میں مرد کی برتری کو اس کا گھر کے سرپرست ہونے کی حکمت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں عورت پر مرد کی برتری اس کی عقل زیادہ ہونے اور جسمانی توانائی کی وجہ سے ہے چنانچہ آپ مرد کی سرپرستی کو صرف بیوی اور بچوں تک منحصر نہیں سمجھتے ہیں بلکہ صنف مرد، صنف عورت کا سرپرست قرار دیتے ہیں۔ مردوں کی برتری کی یہ علت، اس کے گھر والے اور بیویوں کے ساتھ مختص نہیں کہ جس میں شوہر اس کی بیوی کا سرپرست ہوتا ہے بلکہ عورتوں کے مقابلے میں یہ حکم تمام مردوں کے لیے ہے جو ان دونوں کی زندگی کے تمام امور سے مربوط ہے۔ عورت پر مرد کی عقلی برتری کی وجہ سے حکمرانی اور عدالتی مسائل کا انتظام مرد کے ذمہ آجاتا ہے۔[29]

4۔ صاحب " تفسیر الکبیر " نے عورت پر مرد کی فوقیت کی دو اہم خصوصیات علم و قدرت کو قرار دیا ہے۔ انہی دو اسباب کی وجہ سے مرد صاحب کتابت، جنگجو اور تیر انداز ہوتے ہیں۔ مردوں میں سے ہی انبیاء پیدا ہوئے ہیں۔ امامت کبری اور صغری مردوں کے پاس ہیں۔ جہاد کرنا، اذان دینا، خطبہ دینا، حدود اور قصاص میں گواہی، شافعی کے نزدیک نکاح، وراثت میں حصہ کا زیادہ ملنا، تعصیب یعنی وراثت میں مرد کی جانب کو قریبی رشتہ دار قرار دینا، نکاح، طلاق اور رجوع میں حق ولایت رکھنا، چار شادیوں کا جائز ہونا، نسل کا مردوں کے ساتھ ملحق ہونے ۔۔۔۔ ان تمام امور میں مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔[30]

---

[26] ۔ زمخشری، محمود بن عمر، **الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون الأقاويل فى وجوه التأويل** (بيروت، دار الكتاب العربي ، 1407 ه.ق) ج1، ص505۔

[27] ۔نسفی، عبدالله بن احمد، **تفسير النسفى مدارك التنزيل و حقايق التاويل**(بيروت، دار النفائس، 1416 ه.ق)ج1،ص 328۔

[28] ۔ طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البيان في تفسير القرآن** (تہران،ناصر خسرو ، 1372 ه.ش) ج3،ص 68۔

[29] ۔ طباطبائی، سید محمد حسین، **ترجمه تفسیر المیزان**،(قم، دفتر انتشارات اسلامی، 1374ھ ش) ج4، ص 543۔

[30] ۔فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسير الكبير (مفاتيح الغيب)**(بيروت دار إحياء التراث العربي،1420 ه.ق) ج10 ، ص70۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

2)مرد اقتصادی امور کا ذمہ دار

مرد کو عورت پر فضلیت ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد گھریلو اقتصادی امور کا ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم بھی مردوں کی فضیلت کا یہی پہلو بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:"وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ"[31] اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

مفسرین نے اس کی تفسیر میں مرد کا اقتصادی ذمہ دار ہونے کے موارد کو بیان کیا ہے۔

1۔ صاحب تفسیر الکبیر نے "وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:" الرجل أفضل من المرأة لأنه يعطيها المهر وينفق عليها۔"[32] مرد عورت پر تری اس لیے رکھتا ہے کیونکہ مرد عورت کو مہر اور نفقہ دیتا ہے۔

2۔ صاحب تفسیر ابن کثیر نے "وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ" کی تفسیر میں مہر اور نفقہ کو ذکر کیا ہے۔[33]

3۔ صاحب تفسیر "جوامع الجامع" نے "وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:"بسبب ما أنفقوا في نكاحهنّ من الأموال يعني المهر والنّفقة۔"[34] ان کے ساتھ نکاح کر کے جو اموال وہ خرچ کرتے ہیں یعنی مہر اور نفقہ۔

تفاسیر کے علاوہ فقہی کتابوں میں بھی عورت کے نان ونفقہ اور مہر وغیرہ کو مرد (شوہر) کی ذمہ داریوں میں سے قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فقہ شافعی کی فقہی کتاب "جواہر العقود" میں آیا ہے:"وَيجب على الزّوج الْمهْر وَالنَّفَقَة۔"[35] شوہر پر واجب کہ وہ اس کا نفقہ ادا کرے۔ حتی اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے تو عدت کے دوران بھی اس کا نان ونفقہ اور گھر مہیا کرنا شوہر پر واجب ہے۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی "اللباب في شرح الكتاب" میں آیا ہے "وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها، رجعياً كان أو بائناً."[36] اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے تو عدت کے دوران وہ نان ونفقہ اور رہائش کا حق رکھتی ہے چاہے اس کی طلاق طلاق رجعی ہو یا طلاق بائن ہو۔ اگر کوئی غلام بھی نکاح کرے تو بھی بیوی کا نان و نفقہ، مہر وغیرہ ادا کرنا لازمی ہے جیسا کہ فقہ حنبلی کی فقہی کتاب "كشاف القناع عن متن الإقناع " میں آیا ہے:"فَيَجِبُ الصَّدَاقُ وَالنَّفَقَةُ وَالْكِسْوَةُ وَالْمَسْكَنُ عَلَى السَّيِّدِ۔"[37] اگر کوئی غلام مولا کی اجازت سے شادی کرے تو اس کی بیوی کا نان و

---

31 ۔ النساء، 4:34۔

32 ۔ فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسير الكبير (مفاتيح الغيب)**(بيروت، دار إحياء التراث العربي، 1420 ه.ق) ج10، ص 71۔

33 ۔ ابن‌كثير، اسماعيل بن عمر، **تفسير القرآن العظيم**(بيروت، دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون، 1419 ه.ق) ج2، ص256۔

34 ۔ طبرسى، فضل بن حسن، **تفسير جوامع الجامع** (قم،حوزه علميه قم، مركز مديريت ، 1412 ه.ق،)ج1، ص253۔

35 ۔ المنهاجي ، شمس الدين محمد بن أحمد، **جواهر العقود ومعين القضاة والموقعين والشهود** (بيروت، دار الكتب العلمية ، 1996ء) ج2، ص 41۔

36 ۔ الغنيمي ،عبد الغني بن طالب، **اللباب في شرح الكتاب** (بيروت، المكتبة العلمية، بے تا)ج3، ص 93۔

37 ۔ البهوتى الحنبلى، منصور بن يونس ، **كشاف القناع عن متن الإقناع**،(بيروت، المكتبة العلمية، بے تا)ج 5، ص 139۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

نفقہ، کپڑے اور رہائش اس غلام کے مولیٰ پر واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح فقہ جعفری[38] اور مالکی[39] میں بھی بیوی کا مہر، نان ونفقہ، کپڑے اور رہائش شوہر پر واجب ہے۔

مبحث سوم) مرد کی سرپرستی سے متعلق شبہات

قرآن کریم میں مرد کی سرپرستی کی دو علتیں بیان ہوئی ہیں۔ ان علتوں سے متعلق کچھ ممکن ہے شبہہ پیدا ہو جائے یا کسی کے ذہن میں سوالات اٹھے۔ اس لیے مناسب ہے یہاں ان دو علتوں اور حکمتوں سے متعلق اٹھنے والے شبہات یا سوالات کا جواب ذکر کیا جائے۔

1) پہلا شبہہ

قرآن کریم نے مرد کی سرپرستی کی پہلی حکمت یوں بیان کی ہے: "بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعۡضَھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ۔"[40] اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مفسرین نے اس برتری سے مراد عقل اور علم کو قرار دیا ہے[41] سوال یہ اٹھتا ہے بعض موارد میں شوہر کی نسبت بیوی عقلمند، تعلیم یافتہ اور جسمانی اعتبار سے قدرتمند ہوتی ہے تو کیا اس صورت میں بھی گھر کی سرپرستی مرد کے ہاتھ میں ہونی چاہئے؟

جواب:

اگرچہ بعض خواتین اپنے شوہروں کی نسبت عقلمند، تعلیم یافتہ اور جسمانی اعتبار سے قدرتمند اور اقتصادی اعتبار سے دولتمند ہوتی ہیں تاہم مجموعی طور پر عورت کی نسبت مرد عقلمند، تعلیم یافتہ اور جسمانی اعتبار سے طاقت ور ہوتا ہے۔ لہذا مرد گھر کی سربراہی کا حق رکھتا ہے۔ در حقیقت احکام الٰہی بنی نوع انسان کے لیے دنیا میں زندگی گزارنے کا ایک قانون ہے۔ قانون بنانے کا اصول یہ ہے کہ قانون اکثریت کو مد نظر رکھ کر بنایا جاتا ہے۔ یعنی اکثر لوگوں کی مصلحت کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے بھی بنی نوع انسان کی اکثریت کی حیثیت کو دیکھ کر قانون بنایا ہے اور یہ قانون سب پر لاگو ہوگا۔ لہذا بعض عورتیں اگرچہ مرد کی نسبت عقلمند، تعلیم یافتہ اور قدرتمند ہی کیوں نہ ہوں، گھر کی سرپرستی مرد کا حق ہے۔ ہاں اگر عورت مرد کی وکیل بن کر یا حاکم شرع سے اجازت لے کر گھر کی سرپرستی کر سکتی ہے۔

2) دوسرا شبہہ

مرد کی سرستی کی دوسری حکمت کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہوتا ہے: "وَبِمَآ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِھِمۡ"[42] اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مفسرین نے روایات کی روشنی میں لکھا ہے کہ مرد کا اپنا مال عورت پر خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ خداوند متعال نے مرد پر عورت کا

---

38 ۔ الشہد الثانی، زین الدین علی، **مسالك الأفهام إلى تنقيح شرائع الإسلام** (قم،مؤسسة المعارف الاسلامية،۱۴۲۳ق)ج8، ص 307-
39 ۔ شهاب الدين، عبد الرحمن بن محمد، **إرْشَادُ السَّالِك إلىَ أَشرَفِ المَسَالِكِ فِي فقهِ الإمَامِ مَالِك**(مصر،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى، بے تا) ج1 ، ص 64-
40 ۔ النساء، 4: 34-
41 ۔ طبرسی، فضل بن حسن، **مجمع البیان**، ج3،ص 68- زمخشری، محمود بن عمر، **الکشاف**، ج1، ص505- نسفی، عبداللہ بن احمد، **تفسیر النسفی**، ج1،ص 328-
42 ۔ النساء، 4: 34-

نان ونفقہ، مناسب مکان اور مہر فرض کیا ہے۔[43] اس حوالے سے سوال اٹھتا ہے کہ اگر کسی کی بیوی خود کفیل ہو اور اسے شوہر کے اقتصادی تعاون کی ضرورت نہ ہو یا شوہر اقتصادی اعتبار سے بیوی کی طرف محتاج ہو تو کیا ایسی صورت میں بھی گھر کی سربراہی اور سرپرستی کا حق مرد کو حاصل ہے۔؟

جواب:

مرد پر عورت کا نان ونفقہ، مکان اور دیگر ضروریات زندگی کا واجب ہونا ایک معاہدے کی مانند ہے۔ شادی کرنے کے بعد اس پر عمل کرنا مرد کی ذمہ داری ہے جس طرح عوام کو تعلیم، روزگار، صحت، امن وغیرہ کی سہولیات مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ برسر اقتدار آنے سے ہی یہ ذمہ داریاں حکومت پر عائد ہوتی ہیں خواہ عوام کو ان کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح ازدواجی زندگی سے منسلک ہوتے ہی مرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بیوی کے اقتصادی حقوق ادا کرے کیونکہ وہ گھر کا سربراہ ہے۔ اگر وہ ادا نہ کرے تو وہ مقروض رہے گا لہذا اگر عورت کو ان چیزوں کی ضرورت نہ ہو تو یہ سبب نہیں بنتا کہ وہ شوہر کی سرپرستی سے نکل جائے یا بیوی ان حقوق کو معاف کرنے سے وہ مرد کی سربراہی سے خارج ہو جائے۔ اللہ تعالی نے مرد پر واجب اس لیے قرار دیا ہے کہ یہ مرد اور عورت کی باہمی زندگی کے فطری تقاضوں میں سے ہے۔ چونکہ مرد شہوت کا غلام ہوتا ہے جبکہ عورت محبت کی پیاسی ہوتی ہے۔ اس لیے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو اپنائیت کا لباس پہنا کر اپنے اختیار میں رکھے جس کی وجہ سے خرچ کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہے جبکہ عورت چاہتی ہے کہ مرد کے دل کو مسخر کرے۔[44]

علاوہ ازیں یہ دستور مرد اور عورت کی خلقت سے بھی ہم آہنگ ہے۔ اس کے برعکس عورت کو اقتصادی ذمہ دار قرار دینا اس کی خلقت کے منافی ہے کیونکہ وہ جسمانی اعتبار سے نازک ہونے کے علاوہ حاملہ ہونے سے لیکر بچے کی پیدائش کے دوسال بعد تک کسی بھی اقتصادی امور کی متحمل نہیں ہو سکتی ہے لہذا اسلام نے خواتین کو کسی اقتصادی امور کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔

البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ گھر پر مرد کی سرپرستی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ عورت کا وہ مالک بن جائے اسی طرح عورت کا نان ونفقہ واجب ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ عورت فقیر ہو یا اقتصادی مشکلات در پیش ہوں بلکہ مرد پر ہر حال میں اس کا نان ونفقہ، رہائش اور زندگی کی ضروریات ادا کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ شوہر اس کا مہر، نان ونفقہ رہائش وغیرہ ادا نہ کرے تو بیوی کا مقروض بن جائے گا۔[45]

نتائج بحث

اس موضوع پر تحقیق سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

---

43 ۔ فخر رازی، محمد بن عمر، **التفسير الكبير (مفاتيح الغيب)**(بیروت،دار إحياء التراث العربي ،،1420 ہ.ق،)ج10، ص 71- ابن‌کثیر، اسماعیل بن عمر، **تفسير القرآن العظيم**، (بیروت، دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - لبنان - بیروت،، 1419 ہ.ق) ج2، ص256-

44 ۔ داودی، سعید، سہ پرسش اساسی، انتشارات امام علی بن ابی طالب، قم، 1382 ھ ش، ص 403-

45 ۔ السبزواری، سید عبد الاعلی، **مہذب الاحکام فی بیان حلال والحرام**(قم،دفتر آیت اللہ سبزاوری، بے تا،1417 ھ، ق) ج25، ص 314-

1۔ مرد اور عورت کے مابین کچھ احکام اسلامی میں فرق پایا جاتا ہے جن میں سے ایک اہم فرق گھر کی سربراہی ہے۔

2۔ قرآن مجید کا یہ واضح دستور ہے گھر کا سرپرست مرد ہے؛ عورت نہیں۔

3۔ تمام مفسرین نے سورہ نساء کی آیت 34 اور اسی طرح سورہ بقرہ کی آیت 228 کی تفسیر میں مرد کو گھر کا سرپرست اور حاکم قرار دیا ہے۔

4۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مرد کو گھر کا سربراہ اور حاکم قرار دینے کے علاوہ اس کا فلسفہ بھی بیان کیا ہے۔

5۔ قران کریم کی تفاسیر کے تناظر میں یہ طے شدہ امر ہے کہ جسمانی اور روحانی اعتبار سے مرد اور عورت کے مابین اختلافات پائے جاتے ہیں۔

5۔ قرآن نے مرد کے گھر کی سربراہی کی دو حکمتیں بیان کی ہیں مفسرین کے مطابق ایک فلسفہ مرد کا عقل، علم اور طاقت وغیرہ میں برتر ہونا ہے جبکہ دوسرا فلسفہ مرد کا گھریلو اقتصادی امور کا ذمہ دار ہونا ہے۔ اسلام نے عورت کا مہر، نان ونفقہ، رہائش اور دیگر ضروریات زندگی فراہم کرنا مرد پر فرض کیا ہے۔

6۔ مرد کا سربراہ بننا اس کی فطرت اور جسمانی وروحانی خصوصیات کے ساتھ ہماہنگ ہے جبکہ گھر کی سربراہی کو عورت کے حوالے کرنا اس کی خلقت اور جسمانی وروحانی خصوصیات کے منافی ہے۔

تجاویز وسفارشات

1. **خاندانی نظام میں رہنمائی کے اصولوں کی وضاحت:**

گھریلو سربراہی کے حوالے سے اسلام کے اصول وضوابط کو واضح کرنے کے لیے علمائے کرام کو عوامی سطح پر مؤثر اور جامع گفتگو کا اہتمام کرنا چاہیے تا کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔

2. **تعلیمی نصاب میں شامل کرنا:**

اسکولوں، کالجز، اور جامعات کے نصاب میں خاندانی نظام اور اس میں مرد اور عورت کے کردار کو قرآن وسنت کی روشنی میں شامل کیا جائے تا کہ نئی نسل ان تعلیمات سے بخوبی آگاہ ہو سکے۔

3. **خاندانی ذمہ داریوں میں توازن:**

گھریلو معاملات میں مرد اور عورت کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم کو عملی طور پر اپنانے کے لیے تربیتی ورکشاپس اور پروگرامز کا انعقاد کیا جائے تا کہ دونوں فریق اپنی حدود و حقوق کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔

4. **مرد کی سربراہی کی حکمت کو اجاگر کرنا:**

معاشرتی سطح پر سیمینارز اور مکالموں کا اہتمام کیا جائے جن میں مرد کی گھریلو سربراہی کے فلسفے اور حکمت کو واضح کیا جائے تا کہ اسے ایک ذمہ داری سمجھا جائے نہ کہ کسی کو برتری دینے کا عمل۔

5. **مردوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت:**

گھریلو نظام میں مرد کی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ وہ اپنے کردار کو عدل اور حکمت کے ساتھ نبھا سکیں۔

6. **عورت کے حقوق کی حفاظت:**

خاندانی نظام میں عورت کے حقوق کے تحفظ کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مرد کی سربراہی کا مطلب عورت کی عزت اور حقوق کو پامال کرنا نہ ہو۔

7. **جدید تحقیق اور فکری مباحث:**

خاندانی نظام میں مرد کی سربراہی کے حوالے سے جدید مسائل پر تحقیق اور مکالموں کا انعقاد کیا جائے تاکہ موجودہ دور کے چیلنجز کا حل اسلامی اصولوں کی روشنی میں پیش کیا جا سکے۔

8. **قومی اور بین الاقوامی سطح پر آگاہی:**

خاندانی نظام کے اسلامی ماڈل کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر اجاگر کیا جائے تاکہ اس کی افادیت اور انسانیت کے لیے اس کے فوائد کو دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

یہ تجاویز معاشرے میں خاندانی نظام کی استحکام، اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ، اور مرد و عورت کے درمیان توازن و عدل کے قیام میں مددگار ثابت ہوں گی۔